

نشان صداقت

Respected brother Abdul Ghaffar Janbah,

Assalam o Alaikum WW

I wish to draw your attention to the recent article in Urdu written by A.K. Sheikh on www.ahmedi.org, titled "Kia Mehdi aur Masih Maud kaa tasawwar Qurani hai". In his article Sheikh Sahib stresses that Quran does not speak about any Mahdi or Masih after The Last Prophet Hazrat Mohammad Rasool-Allah SAW, but only in Ahadith. His point is that any hadith that comply with Quran is not authentic and has to be rejected. He therefore rejects the claim of Hazrat Mirza Ghulam Ahmed Qadiani R A as Mahdi and Masih. In this age besides Mirza Mahmud Ahmed as his physical son and claiment of Musleh Maud, you also claim to be a Musleh Maud, a Mu'mur appointed by Allah SWT. Now it becomes your duty to defend on the same website about the Status of Hazrat Masih Maud AS. Though Ansar Raza of Toronto also tried to defend but he could not provide any evidence from Quran to support the claim of Hazrat Sahib. I fully hope you being the true Janasheen of Hazrat Masih Maud AS and being a Musleh Maud shall defend him and clear him against the Charge levied by Sheikh Sahib,

May Allah SWT help you in your Mission and be with you. Regards tp all your family members,

Wassalam Mushtaq A Malik

کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟

”عَلِمَ الْغَيْبٌ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِيَّةِ أَحَدًا۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا“

وہ غیب کا جانے والا ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ بجراؤ کے جسے وہ بطور رسول پسند کر لے۔ پس یقیناً وہ اسکے آگے اور پیچھے پہرہ لگادیتا ہے۔

(سورۃ الحجۃ آیات ۲۷، ۲۸)

محترم اے کے شیخ صاحب۔۔۔

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ

آن جناب کا مضمون بعنوان کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟ نظر سے گزرا۔ آپ نے یہ ساری دوڑھوپ حضرت مرا صاحبؑ کی سچائی کو جھلانے کیلئے کی ہے۔ آپ کے سوال کو تم بالفاظ دیگر اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ کیا امام مہدی اور مسیح موعود کی پیشگوئی قرآن مجید میں پائی جاتی ہے؟ آپ کو یاد رہے کہ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ان میں بعض امور کا آنفا اور بعض کا اٹھاہر ہوتا ہے۔ اور ایسا شاذ نادر ہی ہوتا ہے کہ من کل الوجہ اٹھاہر ہی ہو۔ پیشگوئی میں خلق اللہ کی آزمائش بھی مقدر ہوتی ہے اور اکثر پیشگوئیاں یُضَلِّلُ یہ کَثِيرًا وَّ يَهْدِي یہ کَثِيرًا کا مصدق ہوتی ہیں۔ توریت میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ بہت واضح اور صاف نہیں اور اس میں بھی مختلف لوگوں کیلئے کچھ بھی کیلئے بہت گنجائش ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کرنی ضروری ہوتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئی کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔ توریت اور انجیل میں جب آپ ﷺ کے متعلق پیشگوئی بھی واضح نہیں تو پھر آپ اور کس کی بات کرتے ہیں؟ امام مہدی اور مسیح موعود کے تصورات کا بھی یہی حال ہے۔ حضرت امام مہدی فرماتے ہیں۔

”ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے۔ بغیر اسکے کشف حقائق نہیں ہوتا۔ یہودی قوم کیلئے یہ ابتلاء جو مسیحؐ کی آمد تھا۔ بہت ہی بڑا تھا۔ اور جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور ہوتا ہے ضرور ہے کہ وہ ابتلاؤں کو لیکر آؤے۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی توریت میں مثالی موئی والی موجود ہے۔ لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے پورا نام لیکر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دے دیا۔ کہ وہ عبد اللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہو گا اور اسما علیٰ سلسلہ میں ہو گا۔ تیرے بھائیوں کا لفظ کیوں کہہ دیا؟ اصل بات یہ ہے کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتادیا جاتا تو پھر ایمان ایمان نہ رہتا۔ دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھ کر بتادے تو وہ تیز نظر کھلا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھ

کر کہدے کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے۔ تو کیا لوگ اس پر ہنسیں گے نہیں؟ یہی حال خدا تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ قرآن قویے سے شناخت کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں۔ وہ اول الموین ٹھہرتے ہیں۔ اُنکے مدارج اور مراتب بڑے ہوتے ہیں لیکن جب ان کا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور انکی ترقی کا دریا بہہ رکلتا ہے تو پھر مانے والے عوام الناس کھلاتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۰)

حسن اتفاق سے آپ نے مضمون کے آغاز میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھی ذکر کیا ہے۔ خاکسار پہلے اسی تناظر میں چند باتیں عرض کرتا ہے! ”شاید کا اُتر جائے تیرے دل میں میری بات،“ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک مفصل الہامی پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا۔ اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزاصاحبؒ کو ایک زکی غلام کی بشارت سے نواز تھا۔ ایک دوسری جگہ پر آپؒ نے موعود زکی غلام کو مصلح موعود کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ زکی غلام یا مصلح موعود آپؒ کا روحانی فرزند ہے ایسے ہی جیسے آپؒ آنحضرت ﷺ کے روحاں فرزند تھے۔ ایک صدی کے بعد اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت اس عاجز کے وجود میں لفظ بے لفظ پورا کیا ہے۔ یہ خالی دعویٰ نہیں بلکہ الہامی پیشگوئی کی اس حقیقت کو کوئی بھی شخص اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں میری Alghulam.com ویب سائٹ پر دیکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص الہامی پیشگوئی کی اس حقیقت کو جھٹا کر دکھادے تو خاکسار نے اُس کیلئے ایک کثیر انعامی رقم کا وعدہ دیا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی شخص اس حقیقت کو جھٹلانے کا تو پھر یہ پیشگوئی مصلح موعود ہی آپؒ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئی۔ کیا کمال ہے محمد عربی ﷺ کا کام کی برکت سے ایک روحانی مرد زندہ ہو گیا اور کیا شان ہے حضرت مرزاصاحبؒ کی کام کی دعا ایک مذہبی اعتبار سے اُن پڑھو کو مصلح موعود بنائی۔ جو لوگ حضرت مرزاصاحبؒ کو نعمود باللہ جھوٹا سمجھتے ہیں میرا ان سے یہ سوال ہے کہ یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صدی قبل یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کو نعمود باللہ ایک جھوٹے انسان کو اپنے غیب سے اطلاع دیتے ہوئے ایک صدی بعد رونما ہونے والے واقعہ سے خبر دے دی جبکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے کہ وہ اپنے سچے رسول کے سو اکسی دوسرے انسان کو اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا؟ میرا مقصد آپکو منوانا توبیں کیونکہ منواتا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی دلوں پر حکومت ہے۔ ہاں میں یہ لقین ضرور کھھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ حضرت مرزاصاحبؒ کے مخالفوں پر ایک زور آور حملہ ضرور کر دیا ہے۔ اگر کوئی میری اس بات کو غلط سمجھتا ہے تو اُس پر فرض ہے کہ وہ میدان میں اُترے اور دلیل کیسا تھا (زبانی کلامی نہیں) میرے اس الہامی تصور کو غلط ثابت کر کے دکھائے جس میں مصلح کی الہامی تصویر موجود ہے۔ یہ کسی دیوانے کی بڑیں نہیں۔ آزمائش شرط ہے۔

”وَهُنْ تُذَهِّبُونَ وَهُنْ يُهْمَلُونَ“ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تمیں کو چار کرنے والا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دل بندگی ارجمند۔ مَظَاهِرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظَاهِرُ الْحَقِّ وَالْغَلَاءِ كَأَنَّ اللَّهَ تَنَزَّلَ مِنَ السَّمَاوَاتِ۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰)

میں آپ سب کوفضل اللہ تعالیٰ پیشگوئی کے رنگ میں کہتا ہوں کہ قیامت تک لوگ اس ”اعلیٰ انتہائی بہم گیر نظریہ“ کو جھٹالنہیں سکیں گے بلکہ وقت کیسا تھا اس کی تصدیق ہوتی جائے گی۔ میری کتاب ”علم مسیح الزمان“ سے حضرت مرزاصاحبؒ کی ایک اور پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہے وہ یہ! ”اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کامنہ بند کر دیں گے۔“ (روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۹)

اب آتے ہیں امام مہدی اور مسیح موعود کے قرآنی تصور کی طرف۔ لیکن پہلے جیسا کہ آپ نے مضمون میں لکھا ہے کہ!

”اب اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو جو شعور کی اس منزل تک پہنچ چکا تھا کہ اُسے وہ کامل تعلیم اور ضابطہ حیات عطا کر دیا جائے اور اس سلسلہ رشد و ہدایت کی تکمیل کر دی جائے اس کا فیصلہ کافته للناس کے ذریعہ کیا جس کو محمد ﷺ خاتم النبیین کہہ کر ہر آنیوالے کے تصور اور انتظار کو ختم کر دیا،“

یہ الفاظ آپ نے دراصل آیت خاتم النبیین کے حوالے سے لکھی ہیں جو درج ذیل ہے۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنَ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ أَلَّهُ بِإِلْكُلٍ شَفِيعًا عَلَيْهِ۔ (احزاب - ۳۱)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کی اگر اس آیت کریمہ سے مراد ہر قسم کی نبوت و رسالت کا انقطع تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سورۃ فاتحہ میں یہ دعا کیوں سکھائی ہے؟

أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ。 صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔۔۔۔۔ (سورۃ فاتحہ آیات ۱۶ اور ۷) ترجمہ: ہمیں ہدایت دے سیدھی راہ کی طرف۔ ان لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کی تفصیل بھی ایک دوسری جگہ کھول دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں!

وَمَنْ يُطِعَ اللَّهَ وَأَرْسُولَهُ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّلِيْحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا۔

(النَّسَاءٍ۔ ۷۰) اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی آنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اپنے حقیقت ہیں۔

ان آیات کی روشنی میں نبوت، صدقہ حقیقت، شہادت اور صالحیت کا انعام جاری و ساری ہے۔ اب آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص محض محب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اپنے نی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بدولت یہ نبوت کی نعمت پالیتا ہے تو اس میں کڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

آپ فرماتے ہیں۔! ”اب اگر اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ ابھی کوئی خبر آنی باقی ہے (نبی خبر لانے والے کو کہتے ہیں) تو قرآن (دین) کے نامکمل ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا، جبکہ اللہ نے کہہ دیا کہ دین مکمل کر دیا گیا، آپ نے یہ الفاظ درج ذیل آیت کے حوالے سے لکھے ہیں۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامُ دِيْنًا طَ (سورۃ المائدہ۔ ۲۳) آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور اس نے دین کامل کر دیا ہے۔ اب اگر دین کے مکمل ہونے سے یہ مراد لیا جائے کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی رسول کی ضرورت نہیں تو یہ نتیجہ بھی قرآن کریم کی رو سے غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتے ہیں۔

يَبْيَنِي إِذْمَامًا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ إِيمَانِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَجْزَنُونَ۔ (اعراف۔ ۳۶) اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غلگین ہو نگے۔

اب جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دین کامل ہو گیا ہے اور کسی کے آنے کی ضرورت نہیں تو پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے مبعوث ہونے کی خبر کیوں دی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تضاد پیدا کر کے نعوذ بالله جھوٹ بولا ہے؟ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ لوگ ہی قرآن کو بدلتے پھر رہے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدلتے ہیں ہوئے کس درجہ فہیمان حرم بے توفیق

محترم شیخ صاحب۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔ ”اب اگر اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ قرآن صرف مجدد، محدث، امام مہدی، قطب، ظلی و بروزی نبی یا مسیح موعود کے سمجھانے سے ہی سمجھا آ سکتا ہے تو قرآن کے میں نہ ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا۔“

آپ نے یہ الفاظ درج ذیل آیت کے حوالے سے لکھے ہیں۔!

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ الَّلَّهِ نُورٌ وَرَكِبُ مُبِينٍ (سورۃ المائدہ۔ ۱۶) ترجمہ۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور ایک روشن کتاب آچکی ہے۔

قرآن پاک کے نور ہونے اور میں ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ لیکن یہ بات بھی بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم عام فہم کتاب نہیں بلکہ اسکے کئی بطن ہیں۔ جس طرح کوئی انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس پر قرآن کریم کے تخفی مطالب کھلنے لگتے ہیں۔ اب اگر آپ کے فہم کے مطابق یہ بات مان بھی لی جائے کہ قرآن پاک ایک میں کتاب ہے اور اسے سمجھانے کیلئے کسی مجدد یا محدث کی ضرورت نہیں تو پھر درج ذیل آیات نعوذ بالله غلط ٹھہرتی ہیں۔

إِنَّهُ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ لَا يَمْسِثُهُ إِلَّا الْمُظَاهِرُونَ (الواقعة۔ ۸۰، ۷۹، ۷۸) یقیناً یہ قرآن بہت عظمت والا ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔ اسکی حقیقت کو مظہر لوگ ہی پاتتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ قرآن عظیم پاک لوگوں پر ہی کھلتا ہے۔ جتنا کوئی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ پاک ہوتا جائے گا اتنا ہی قرآن پاک کے گھرے اسرار اس پر کھلتتے جائیں گے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی اس وقت سمجھاتی ہے جب یہ اسی طرح دل پر نازل ہو جس طرح محمد عربی ﷺ کے دل پر نازل ہوا تھا۔ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے لوگوں کی ضرورت ہمیشہ ہی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پاک کرتا اور چن لیتا ہے اور پھر انہیں اپنے کلام کی باریکیاں سمجھاتا ہے اور وہ لوگ علم لدنی کے ساتھ لوگوں کی بھی راہنمائی کرتے ہیں اور دین میں داخل ہونے والی اور دین کی طرف منسوب ہونے والی غلط باتوں کی اصلاح بھی کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔ ”اللہ نے تو یہ اعلان کر دیا مگر ہم نے دوسرے مذاہب کی طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اپنے ہاں بھی ”آنیوالے“ کا عقیدہ وضع کر لیا کہ ہر صدی کے آخر پر ایک مجدد آیا گا، آخری زمانہ میں امام مہدی اور اُنکے ساتھ حضرت عیسیٰ بھی آسمان سے نازل ہونگے اور پھر اس عقیدہ کی مدد کیلئے ایسی ایسی حدیثیں گھری گئیں کہ قرآن کی تعلیم مجبور ہو کر رہ گئی۔“

آپ نے یہ الفاظ درج ذیل حدیث کی روشنی میں لکھے ہیں۔

”قال رسول الله ﷺ ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنت من يجدد لها دينها۔“ (سنن ابو داود جلد ۲ کتاب الملاحم بحواله دینی معلومات صفحہ ۱۶) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایسے شخص کو معموت فرمائے گا جو اسکے دین کو ازسرنو زندہ کرے گا۔

محترم شیخ صاحب۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی اور وضاحتی ہے اور بعد کے زمانہ میں گھٹری گئی ہے۔ حالانکہ آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اس پیشگوئی نے چودہ صدیاں سچا ثابت ہو کر اس حدیث کی سچائی پر مہر لگادی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک سچی حدیث کو کسی جھوٹے راوی کی طرف منسوب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس سچی حدیث نے ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کی سچائی پر مہر تقدیق ثبت کر دی ہے۔ کسی مجد کو مانتا یا نہ مانتا آپ کے اختیار میں ہے لیکن ایک سچی حدیث جو کہ ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی اور تو اتر معنوی تک پہنچ گئی ہے اس کو کسی جھوٹے راوی کی طرف منسوب کرنا کیا آنحضرت ﷺ اور دین اسلام پر ظلم نہیں ہے؟ آج دین اسلام مخالفوں کی نظر میں پہلے ہی مجرموں کے کھڑرے میں گھٹرا ہے۔ دین کا سچا دردہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس پر مزید ظلم نہ کریں۔

آخر میں آپ کے اصل سوال کی طرف آتے ہیں کہ کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟ بالکل یہ تصور قرآنی ہے۔ جیسا کہ مضمون کے شروع میں قرآن سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت اور رسالت ایک جاری و ساری نعمت ہے۔ متذکرہ بالا آیت (اعراف۔ ۳۶) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وارنگ دی ہے کہ اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیج جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وارنگ بتاری ہے کہ نزول قرآن کے بعد بھی کسی نہ کسی رسول نے ضرور آنا ہے اور جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے اور اصلاح کر لیں گے انہیں کوئی غم نہیں ہوگا۔ اب رسول کیا ہوتا ہے؟ وہ مہدی یعنی بدایت یافتہ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ یاسین کی آیات ۲۱ اور ۲۲ میں فرماتے ہیں۔

”وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَقُولُهُ أَتَيْبُوُ الْمُرْسَلِينَ أَتَبِعُو مَنْ لَا يَسْكُنُهُ أَجْرًا وَهُمْ مُهَنَّدُونَ“ اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے میری قوم! رسولوں کی اطاعت کرو۔ ان کی اطاعت کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ بدایت یافتہ (مہدی) ہیں۔

اسی ضمن میں اپنا ایک واقعہ بھی لکھتا ہوں۔ ۹ جولائی بروز جمعہ میرے ایک مہربان کی ایک (E-Mail) مجھے موصول ہوئی۔ اس میں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اس سوال (کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟) کا جواب لکھیں۔ آپ کی یہ ذمہ داری ہے۔ اس پوسٹ کے بعد میں اپنی کم مانگی اور بے بضاعتی کی بدولت سوچ میں پڑ گیا۔ میں ایک آن پڑھ انسان ہوں میں کسی کو کیا جواب دوں۔ اسی غم کی حالت میں، میں نے حسب معمول تلاوت کلام پاک شروع کر دی۔ جب میں آیت ۲۲ پر پہنچا تو میں نے شدت سے محسوس کیا کہ جیسے یہ آیت مجھ پر ابھی الہام ہوئی ہے۔ یہ آیت اس سے پہلے بھی میں نے کم از کم سینکڑوں دفعہ تلاوت ضرور کی تھی۔ لیکن جو معانی اس آیت کے اس واقعہ کے بعد مجھ پر کھلے پہلے میرے علم میں نہیں تھے۔ ایسا محسوس ہوا جیسے یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے۔ میں تو لوگوں سے کہتا ہوں جیسا کہ حضرت امام مہدی مہوذ نے بھی فرمایا ہے کہ جب بھی کلام اللہ کو پڑھو تو غم کی حالت میں ڈوب کر تدبیر سے پڑھو۔ پھر اس کے مخفی معانی آپ پر کھلیں گے۔ قرآن پاک ایک پوشیدہ خزانہ ہے۔ اس میں ہر خوش بختی کا پھل پایا جاتا ہے۔ عاجز اندر اہل اختیار کرتے ہوئے اسکی قدر کرو۔ اب ایک دوسرے رُخ سے متذکرہ بالا سوال پر غور کرتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ ایک عظیم الشان دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سکھائی ہے۔ جو دعا اللہ تعالیٰ بندوں کو سکھائے وہ پہلے ہی مقبول ہوتی ہے۔ اس سورۃ کی آیات ۶ اور ۷ میں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دعا سکھاتا ہے کہ مجھ سے دعماً نگو سیدھے راستے کی طرف۔ اور سیدھاراست بھی منعم علیہ گروہ کا۔ قرآن کریم کا آغاز ہی مہدی بنے کی دعا سے ہو رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ امام مہدی کا تصور غیر قرآنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری بجائے منعم علیہ گروہ یعنی بدایت یافتہ لوگوں کی تفصیل بھی بیان فرمادی ہے یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ یہ سب مہدی ہی ہیں یعنی بدایت یافتہ لوگ۔ لیکن امام مہدی صرف نبی ہوتا ہے۔ وہ ایسا بدایت یافتہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ امام بناتا ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوبؑ کا ذکر فرمایا کہ اس کا شاد فرماتے ہیں۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَمَمَّا يَهُدُونَ يَا مِنَّا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعَالَ الْخَيْرِ وَإِقَامَ الْأَصْلَوَةِ وَإِيْتَاءَ الرَّكُوْنَةِ وَكَانُوا النَّا عِدِّلِيْنَ (آل انبیاء۔ ۲۷) اور ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے بدایت دیتے تھے اور انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وجہ کرتے تھے۔ اور وہ ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔ دوسروں کو ہمی ہدایت دے سکتا ہے جو پہلے خود اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے یعنی مہدی بنے۔ اس آیت سے بھی کامل طور پر ثابت ہو گیا کہ آنبا ہے دراصل امام مہدی ہوتے ہیں۔ اب جب قرآن پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہدی بنے کی دعا سکھائی اور مزید یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ میرے رسول ﷺ کی کامل اتباع کریں گے

میں اُن کو امام مہدی بھی بناؤں گا۔ تو پھر امام مہدی کے قرآنی تصور ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟ قرآن پاک آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا اور اس کا عرفان پوری امت کے مقابلہ میں بھی آپ ﷺ کا زیادہ تھا۔ آپ ﷺ نے قرآن کریم کی روشنی میں ہی اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے بعد ایک امام مہدی کی خبر دی ہے۔ اب مسح موعود کے تصور کی طرف آتے ہیں اور یہ تصور بھی قرآنی ہے۔ باقی انبیاء کی طرح حضرت مسیح ناصریؑ بھی فوت ہو چکے ہیں اور یہ حقیقت کلام پاک سے اظہر من الشمس ہے۔ اب جس مسح کی قیامت کے قریب نزول کی خبر قرآن پاک دیتا ہے وہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ تو ہونیں سکتے۔ یقیناً وہ مسح موعود امت محمدی میں سے ہی کوئی فرد ہو گا جو حضرت مسح ناصریؑ کی خوبی کے مطابق دنیا میں نزول فرمائے گا۔ سورۃ زخرف کی آیات ۲۷-۵۸ میں یہ تفصیل موجود ہے اور خاص کر آیت ۲۶ ”وَإِنَّهُ لَعَلَّمُ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَ إِلَيْهَا وَأَتَبْغُونَ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ“ ترجمہ۔ اور تحقیق وہ (مسح موعود) البتہ علامت قیامت کی ہے۔ پس مت شک لا و ساتھ اسکے اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی، (ترجمہ از مولانا شاہ رفع الدین دہلوی)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے نزول کو قرب قیامت کی نشانی تراویہ دیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی کلام الہی کے اپنے عرفان کے مطابق اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو مسح ابن مریم کے نزول کی خبر دی ہے۔ تو پھر یہ مسح موعود کے نزول کا تصور قرآنی نہیں تو اور کیا ہے؟ تفکروا و تندموا و اتقوا اللہ ولا تغلو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَبَ مِنْهُ إِيتَّى حُكْمَتٍ هُنَّ أُمُّ الْكِتَبِ وَأَخْرُ مُتَشَبِّهِتٍ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَبَعَّوْنَ مَا تَشَبَّهَ مِنْهُ إِبْتِغاً لِلْفِتْنَةِ وَإِبْتِغاً تَأْوِيلَهُ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّسُولُ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّا بِهِ كُلُّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَنْكِرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ** (ال عمران - ۸) ترجمہ۔ وہی ہے جس نے تجوہ پر کتاب نازل فرمائی اس میں حکام آیات بھی ہیں جو اسکی ماں ہیں۔ اور کچھ دوسری تشابہ ہیں۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں بھی ہے وہ فتنہ کی غرض سے اور اسکی تاویل کی خاطر اس میں سے اسکی پیروی کرتے ہیں جو باہم مشابہ ہے حالانکہ اللہ کے سوا اور انکے سو اجر علم میں پختہ ہیں انکا اصل مطلب کوئی نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور عقل مندوں کے سوا کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

آخر میں محترم شیخ صاحب۔ یہ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ ہر نبی اور رسول کی زندگی میں حکمات اور تتشابہات دونوں ہوتے ہیں۔ بعض لوگ تتشابہات کو پکڑ لیتے ہیں اور بعض حکمات کو اپنے ایمان کی بنیاد بنا لیتے ہیں۔ اپنے اپنے ذوق یا مقدار کی بات ہے۔ میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے ساری دنیا کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور میری کتاب کے حصہ دوم ”الہامی پیشگوئی کی حقیقت“ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرو یکین میں یقین رکھتا ہوں کہ تم سب مل کر بھی اس سچائی کو جھٹلانیں سکتے کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں میرا بیان کردہ مضمون غیر اہم ہے۔ کیونکہ ہر انسان کوئی نہ کوئی مذہب رکھتا ہے۔ اور ہر مذہب کا بنیادی اور مرکزی مسئلہ (Issue) ذات باری تعالیٰ ہی ہے۔ ہر زمانے میں دیگر امور کے علاوہ نبی یا رسول کی بعثت کا بنیادی اور مرکزی کام یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو توحید کا درس دے اور ذات باری تعالیٰ کا عرفان بخشنے۔ اور آن الحمد لله اللہ تعالیٰ نے یہی خدمت سر انجام دینے کی توفیق اس عاجز کو بخشی ہے اور یہی علمی مجذہ حضرت مرزاصاحبؒ کے امام مہدی اور مسح ہونے کا سچائشان ہے۔

یہ دعا ہی کا تھا مجذہ کہ عصاس حروف کے مقابلہ بنا آزادھا۔ آج بھی دیکھا مرد حق کی دعا سحر کی ناگوں کو نگل جائے گی

خاکسار

عبد الغفار جنبہ

کیل۔ جرمی

۲۵ جولائی ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆☆